

دل ہوا کشمکش چارہ زحمت میں تمام مٹ گیا گھسنے میں اس عُقدے کا دوا ہو جانا
 اب جفا سے بھی میں محروم ہوں، اللہ اللہ!! اس قدر دشمنِ ارباب و فدا ہو جانا!
 ضعف سے گریہ مُبدل بہ دمِ سرد ہوا باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
 دل سے مینا تیری انگشتِ حنائی کا خیال ہو گیا گوشت سے ناخن کا جُدا ہو جانا
 ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا
 گر نہیں نکلتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس کیوں ہے گردِ جولاں صبا ہو جانا
 بخشے ہے جلوۂ گل، ذوقِ تماشا غالب! چشم کو چاہیے ہر رنگ میں دوا ہو جانا
 تاکہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوا سے صیقل دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا

۱۔ تشریح :- خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”جب دردِ حد سے گزر جائے گا تو مر جائیں گے، یعنی فنا ہو جائیں گے
 گویا قطرہ دریا میں کھپ جائے گا اور یہی اس کا مقصود ہے۔ پس
 درد کا حد سے گزر جانا ہی اس کا دوا ہو جانا ہے۔“

قطرے کے لیے جو نصب العین انتہائی مسرت و شادمانی کا باعث ہے، یہ
 ہے کہ دریا میں گم ہو جائے۔ یعنی اپنی مختصر سی ہستی کو، جو جزو کی حیثیت رکھتی
 ہے، کل میں شامل کر دے۔ دردِ حد سے گزر جائے گا تو نتیجہ اس کے سوا کیا ہو گا
 کہ موت آجائے گی۔ یہی حقیقی مقصود ہے۔ کیونکہ اس کے سوا جزو کل میں شامل نہیں
 ہو سکتا اور مراد کو نہیں پہنچ سکتا، لہذا ثابت ہوا کہ درد کا حد سے گزرنا ہی حقیقت
 میں اس کی دوا اور اس کا علاج ہے۔

۲۔ لغاریں : قفا اس کے قریب قفا کے قریب